افسانہ
مدھم روشنی
NEW ERA MAGAZINE
تحریر: احمد چوہدری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدھم روشنی

(افسانہ)

از احمد چوہدری

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز, افسانہ کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

کسی بھی شاعر یا ادیب سے آنکھوں میں چھپے غم کو لال گالوں کی مُسکراہٹ کبھی نہیں چھپا سکتی کیونکہ وہ جذبات کا بیوپاری ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی آنکھوں کی پلکوں کے سائے میں خُود کو دو گھڑی بٹھا لے تو جان جاتا ہے کتنے بدلتے موسم تھے جو اِن کو نم کرتے رہے، کتنی آفتیں تھیں جو انہوں نے جھیلی ہیں اور وہ کونسی قحط سالی ہے جو نیل سی آنکھوں کو بھی خُشک کر چُکی ہے اور بہار کا لبادھا اوڑھے وہ کونسی خزاں ہے جِس کے کھنکھناتے پتوں کی آواز اب کوئی پرکھ نہیں رہا۔

شاید دُنیا اب اُن پھولوں کی طرح غیر مصنوعی ہو چُکی ہے۔ جو گھر کے گلدان میں رکھے صِرف اپنی رَنگت سے ہی دِلوں کو بھا جاتے ہیں۔ وہ باغباں بھی ہنرِمند ہو چُکے ہیں جِن کے توّسل سے باغات میں رنگینیاں چھلکتی تھیں۔ کِرن یہ سب باتیں جان چُکی تھی تبھی نرگس کو ایک خوش نما گلاب کی پتیوں کا مصنوعی ڈھانچہ پہنائے ہوئے تھی لیکن مجھے خُوشبو بتاتی تھی کبھی نرگس کی یہ کَلی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ مشرِق سے نکلتے ہوئے سُورج کے ساتھ ٹکر لیتی ہو گی۔ جِس کو جانے کِتنی بُری طرح نوچا گیا ہے کہ وہ خُود کو اب دُنیا سے چُھپاتی پھر رہی ہے۔

آج بھی اُس کے چہرے پر اچھا خاصہ ذخم اور دائیں طرف آنکھ کے نیچے گہرا نیلا دھبہ بتا رہا تھا، اُس کو دریا کے کنارے سے اُکھاڑ کر صحرا میں پھینک دیا گیا ہے وہ میرے سامنے

بیٹھی ٹیبل کا سہارا لئے اپنی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر انگلیوں سے اُس سب کو
چُھپانے کی کوشش کر رہی تھی جِس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی تھی۔
اچانک موبائل کی گھنٹی بجی تو مجبوراً اُسے وہ ہاتھ ہٹا کر کال سُننی پڑی، جو سُنتے ہی بَس اُس
نے جانے کی تیاری پکڑ لی لیکن میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ جانے کا اصرار کرنے لگی میں
نے اُسے صرف پانچ رُکنے کا کہا۔ میرے دو چار بار کہنے سے وہ مان گئ۔ نا جانے کیا تھا
ایسا فُون میں جو وہ سُنتے ہی گھبرا گئ
بولا جلدی کیا بات ہے؟ بھائ باہر مجھے لینے آئے ہیں، ایسا نہ ہو وہ چلے جائیں پِھر مجھے آٹو
پر گھر جانا پڑے گا۔
وہ یہ سَب کہتے ہوئے اب مُجھ سے نظریں بھی چُرا رہی تھی۔ کیونکہ اُسے اندازہ تھا اُس
سے کیا پُوچھنے والا ہوں۔
جِس کے جواب میں اُس نے ایسے ہی مُسکراتے ہوئے کہا:
ارے کچھ نہیں ہُوا، رات کو چھوٹی بہن سے جھگڑا ہوا تو اُس نے ہاتھ میں پلیٹ پکڑی
ہوئ تھی جو غُصّے سے میری طرف پھینکی اور وہ سیدھی میرے منہ پر آ لگی۔
میں یہ سُن کر تھوڑا غُصّے میں بولا کیونکہ یہ کوئ پہلی دفعہ نہیں تھا اکثر ہی ایسا کچھ نہ کچھ
اُس کی بہن نے کیا ہوتا تھا۔

وہ جنگلی ہے کیا؟ اگر یہ تُمہاری آنکھ پر لگ جاتی تو پِھر ؟

کیا معصومیت تھی اُس نے بہن کا ہی دِفاع کیا۔

چلو تُم کیوں غُصہ ہو رہے ہو ! بہن بھائیوں کے ساتھ چھوٹے موٹے جھگڑے تو ہوتے رہتے ہیں اور اُس نے کونسا واقعی کوئی نشانہ باندھ کر مجھے ماری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بَس غُصّے میں پھینکی اور مجھے لگ گئی، چھوٹا سا ذخم ہے ہو جائے گا ٹھیک ایک دو دِن میں۔

اِس سے پہلے کہ میں مزید کچھ کہتا۔ اُس نے دُوبارہ جانے کے لئے مُجھ سے جانے کی اجازت مانگی

اچھا اَب باقی کی فکر پِھر کبھی کر لینا، اب مجھے جانے دو، بھائی باہر انتظار کر رہے ہیں

میرے اللہ حافظ کے جواب میں اُس نے بھی جاتے جاتے خُدا حافظ کہا

کچھ دِن وہ پھر کالج سے غائب رہنے کے بعد جب آئی تو چلنے نہیں ہو رہا تھا۔ پوچھنے پر بتایا اُس نے کچھ خاص نہیں بَس پاؤں میں موچ آئی ہے۔

یہ آئے دِن سبھی حادثے تُمہارے ساتھ ہی کیوں ہوتے ہیں باقی سَب لڑکیاں بھی تُمہاری طرح ہی ہیں۔

میری بات ٹوکتے ہوئے اُس نے اُوپر آسمان کی طرف منہ کر کے لمبی آہ بھری

اللہ نہ کرے وہ کبھی میری طرح ہوں۔

پھر دُوپٹے کے پلو سے آنکھیں پونچھنے لگی۔اُس نے آنسوؤں کو چھلکنے سے پہلے صاف کر دیا تھا شاید وہ ابھی بھی نہیں چاہتی تھی یہ اُس کے دِل کی کیفیت میں گواہ بن کر اُسے میرے سامنے کمزور ثابت کریں۔اُس نے ہمیشہ کی طرح جھوٹی مُسکراہٹ کا سہارا لیتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی، لیکن میری حقیقت جاننے کی ضد کے سامنے اُسے ہارنا ہی پڑا۔

زندگی کی کتاب میں کچھ صفحے جب خُدا خالی چھوڑ دیتا ہے تو اکثر وہ داغدار ہو جاتے ہیں اور پھر جیسے جیسے وقت بیتتا ہے تو اُن صفحوں کی رنگت میں ایسی تبدیلی آتی ہے کہ وہ کسی کی نظر سے بھی گزر جائیں لیکن صفحوں کی پیلگی میں چھپے وہ داغ کوئی بھی پرکھ نہیں سکتا۔میں اُنہیں خالی بے داغ سفید صفحوں کو داغدار ہونے سے بچانا چاہتی تھی۔ لیکن شاید قُدرت کو میری اِس حِفاظت کا معیار پَرکھنا تھا بَس اُسی دُوران کسی نے رات کے اندھیرے میں اُس کتاب کو اُدھیر کر صِرف داغدار ہی نہیں کیا بلکہ اُس کے ورقوں کو سیاہی سے کالا کر دِیا۔اِس سے پہلے کہ میں اُن ورقوں کو چُھپا سکتی، سُورج کی کِرنوں نے مجھے وہ وقت نہ دِیا۔بَس اُسی کی سَزا میں آج تک بُھگت رہی ہوں

اور تُم میری زندگی کے وہی سیاہ باب پڑھنا چاہتے ہو جِس کے بعد میں نہیں چاہتی کبھی

بھی تُم مُجھ سے نفرت کرنے لگ جاؤ۔اِسی لئے باقی سَب کی طرح بَس اپنے بارے میں سوچو، میری اِن چیزوں پر زیادہ دھیان نہ دِیا کرو

دیکھو ایک بات یاد رکھنا، اِتنا چھوٹا دِل نہیں ہے میرا جو تمہارے ماضی پر گُزری اندھیری رات کو دیکھ کر تُم سے نفرت کرنے لگ جاؤں ہو سکتا ہے میں بادل بَن کر اِتنا برسُوں کے ساری سیاہی دھو ڈالوں

وہ یہ بات سُن کر مُسکرائی جِس پَر میں نے اپنی بات جاری رکھی

اگر تُم سمجھتی ہو ایسا ممکن نہیں تو ایک وعدہ ضرور کرتا ہوں اُس سیاہی کو مدھم کرنے میں تُمہارا ساتھ ضرور دُوں گا۔اِس لئے مجھے بتاؤ آخر ہوا کیا تھا جو خُود کو اِتنا نفرت کے قابِل سمجھ رہی ہو تُم۔۔

میرے میٹرک کے پیپر ہو رہے تھے اور اُس دِن آخری پیپر تھا، باہر کافی تیز بارِش تھی رات کو اکیڈمی سے چھُٹی ہونے کے بعد کافی دیر ہو چکی تھی گھر سے کوئی ابھی تک لینے نہیں آیا تھا۔اندر میں اور ہماری اکیڈمی کے سَر نعیم تھے۔وہ مُجھ سے کافی پَرے بیٹھے لیپ ٹاپ پہ اپنا کوئی کام کر رہے تھے اچانک مجھے محسُوس ہوا کسی نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا ہے۔میں گھبرا کر بیگ کو گلے لگاتے ہوئے تیزی سے اُٹھی اور دروازے کی طرف لپکی پیچھے مڑ کر دیکھا تو سَر نعیم بیٹھے ہَنس رہے تھے۔

اَرے کیا ہوا؟اِدھر آؤ میں ہوں۔بیٹھ جاؤ،میں نے سوچا اکیلی بیٹھی بَور ہو رہی ہو گی تو میں تمہارے پاس آ گیا۔

میں ابھی بھی ڈری ہوئی وہیں کھڑی تھی۔سَر نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچتے ہوئے پاس بِٹھا لیا۔میرے دِل کی دھڑکن اور تیز ہونے لگی

گھر سے کوئی لینے نہیں آیا؟

میں کیا جواب دیتی،گھبرائی تھی مُجھ سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

موسم خراب ہے اِسی وجہ سے دیر ہو گئی ہو گی آنے میں،شاید آتے ہی ہوں گے رستے میں۔

یہ سَب کہتے ہوئے اُن کے پاس سے تھوڑا دُور ہٹی۔۔۔

ہاں چلو میں دیکھ کر آتا ہوں باہر آنا گئے ہوں۔

وہ اُٹھ کر باہر دروازے کی طرف گئے۔اِتنے میں میں نے اپنا بستہ جھولی سے اُٹھا کر ایک طرف اپنے ساتھ رکھ لیا اِس ڈر سے پِھر نہ میرے پاس آ کر بیٹھ جائیں اور جلدی سے اچھی طرح اپنا دُوپٹہ وغیرہ سَیٹ کیا۔اِتنے میں مجھے باہر دروازے کے بند ہونے کی آواز آئی تو میں نے بیگ سے اپنی کتاب نکال لی اور دِل ہی دِل میں دُعا کرنے لگی

یا اللہ بابا مجھے لینے آ گئے ہوں

New Era Magazine

کوئی بات نہیں، اگر وہ تھوڑی دیر تک نہ آئے تو میں تُمہیں چھوڑ آؤں گا پریشان کیوں ہو رہی ہو۔

یہ کہتے ہوئے سَر کمرے میں داخِل ہوئے میرا بیگ اُٹھا کر دُوسری طرف رکھ دیا اور پِھر سے میرے قریب آ کر بیٹھ گئے۔

باہر بارِش ہو رہی تھی اور اندر میرے پسینے چُھوٹ رہے تھے، اُنہوں نے میرے ہاتھ سے کتاب پکڑی اور اُسے بھی بند کر کے بیگ کے اُوپر رکھ دِیا پِھر میرا ہاتھ پکڑا کر بولے اوکیا ہوا ہے یہ کیوں کانپ رہے ہیں؟ سَردی لگ رہی ہے؟

میں خاموش رہی، تُم تصوّر بھی نہیں کر سکتے اُس وقت میری حالَت کیسی تھی۔ میں دِل ہی دِل میں دُعا کر رہی تھی یااللہ عزرائیل کو بھیج میری جان نکال لے۔ کہیں یہ شیطان صِفت انسان میرے اور قریب آئے۔

پھر میری ٹھوڑی پَر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف گُھماتے ہوئے بولے

اِدھر تو دیکھو میری آنکھوں میں،

محبت نظر آئی؟

میں خاموش لیکن وہ اپنی مزید بکواس جاری رکھے تھے

اَب یہ نہ سوچنا کہ آج سے پہلے یہ تُمہاری محبت کیوں نہیں دِکھی اِن آنکھوں میں، بَس یہ بات سمجھ لینا اَب سے پہلے تک یہ آنکھیں بَنجر تھیں لیکن تُمہارے نینوں نے ایسے زہریلے تیر اِس دِل میں پیوست کیئے ہیں کہ سبھی عارضی مُحبتوں کا قتل کرنے کے بعد تُمہاری محبت نے غازی کے مرتبے سے سَرشار ہو کر دِل نادان پر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑ دِیا ہے۔

دِل تو بہت کیا اِس مرِدود کو اِس کے ٹَھرک کے ساتھ ہی شہید کر دوں لیکن جب تک وہ صِرف بولتا رہا میں چُپ کر کے سُنتی رہی لیکن جیسے ہی اِس نے اپنی حد پار کرنے کی کوشش کی۔

بَس میرا اللہ جانتا ہے مُجھ میں پتہ نہیں کہاں سے اِتنی ہِمت آئی میں نے بائیں ہاتھ سے ایک زوردار چماٹ اُس کے منہ پر دے ماری وہ بینچ سے پیچھے گرا۔ میں جَلدی سے اُٹھی اپنی کتاب اور بستہ پکڑ کر باہر کی طرف بھاگی۔

اس سے پہلے وہ میرے پیچھے آتے، میں نے دروازہ کھولا اور اکیڈمی سے باہر نِکل گئی۔

اِتنے میں سامنے سے بابا کو آتا دیکھ کر مجھے تھوڑا حوصلہ ہوا، ورنہ مجھے تو رستہ بھی نہیں آتا تھا نا جانے کیسے گھر پہنچنا تھا میں نے۔

اور وہ اِتناڈھیٹ میرے پیچھے بھاگتا ہوا آیا اور جَب اُس نے دیکھا نا کہ میں بابا کے ساتھ

بیٹھ گئی ہوں گاڑی پر۔

تو بڑا معزز اور تہذیب دار بَن کر پاس آیا بابا سے سلام لیتے ساتھ ہی اُس کی منافقت

دیکھو بابا کو کہتا ہے۔

تھوڑا ٹائم پر لینے آجایا کریں، ابھی کافی دیر کی چُھٹی ہو گئی ہوئی تھی اور یہ پریشان ہو رہی

تھی تو اِدھر ساتھ ہی قریب سے دو تین بچیاں آتی ہیں میں نے اُن کو پھر اِس کی وجہ

سے روک لیا ہوا تھا کِرن کو لینے آجائیں پھر آپ لوگ چلی جانا۔

بابا شُکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگے۔ وہ بارِش ہی نہیں رُک رہی تھی اِس وجہ سے آج

دیر ہو گئی۔ چلیں بہت شُکریہ آپ کا، کل وِیسے بھی آخری پیپر ہے اِس کا، پھر جان

چُھوٹ جائے گی۔

تو بابا کے ساتھ میں بھی جُھوٹا مُسکرا دی۔

اچھا آگے دیکھو کتنا چالاک تھا وہ ہمارے پاس سے جَب واپس مڑا تو اندر جاتے ہوئے

اُونچی آواز سے کہتا

چَلو سدرہ اور ذاہرہ آپ لوگ بھی جاؤ اَب آ گئے ہیں کِرن کے بابا لینے۔

مجھے غُصہ تو بڑا تھا اِس پَر لیکن کیا کرتی،

کیا کرنا تھا تُم نے ؟اُسی وقت بولنا تھا کہ جُھوٹ بول رہا یہ ،تا کہ اُدھر ہی ثبُوت کے ساتھ یہ بے نقاب ہوتا۔۔۔۔

پہلے تو میرا ابھی دِل کیا منہ کھول دُوں لیکن پِھر اپنی عزت کا سوچ کر خاموش ہو گئ۔ کیونکہ میرا خیال تھا عورت کو اپنی عزت کا دِفاع کرنے کے لئے اِس معاشرے میں ننگا ہونا پڑتا ہے اور میں خُود کو برہنہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔یہی میری سَب سے بڑی غلطی تھی اگر میں اُس دِن اُسی وقت سَب کچھ بابا کو بتا دیتی تو شاید مزید اُس بھیڑئے کا شکار ہونے سے بَچ جاتی۔

کیا مَطلب ہے تُمہارا بعد میں بھی اُس نے

وہ۔میری بات کاٹتے ہوئے بولی

ہاں بعد میں ہی اُس نے۔۔۔۔۔

کیا مطلب ؟کیسے ؟تُمہارا تو آخری پیپر تھا اُس دِن۔۔۔۔۔تَم پھر آ گے اُسی کے پاس گئ تھی؟

نہیں اَگلی بار وہ خُود آیا تھا

میں یہ سُن کر بہت حیران ہوا

کیسے ؟پہیلیاں نہ بجھواوء،سیدھی بات بتاؤ۔

یوں ہی کچھ دِن گزر گئے ایک رات میں سونے کے لئے اپنے بِستر پر جا رہی تھی کہ دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی، اُس دِن بابا گھر پر نہیں تھے اِس سے پہلے میں دروازہ کھولنے جاتی بھائی کمرے سے نکلے اور دروازہ کھولا تو چھ لڑکے اندر گھس آئے اُن میں سے ایک نے نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ تو اُس نے میرا نام لے کر کہا

دیکھو کرن میں آگیا ہوں۔

بھائی نے ایک دفعہ مجھے دیکھا اور پھر اُس کی طرف آگے کو بڑھے تو اُن میں سے دو نے بھائی کو پکڑا اور ایک نے اُن کے منہ پر رُمال رکھا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ میں چینختی ہوئی ماما کے کمرے کی طرف بھاگی،

اِس سے پہلے میں کمرے کا دروازہ بند کر سکتی اُن میں سے دو لڑکے میرے پیچھے بھاگے اور دروازے کو دھکا دے کر اندر داخِل ہو گئے۔ میں جا کر اپنی ماما کے گلے لگ گئی۔

اُنہوں نے مجھے اور میری ماں کو گھیر لیا اور نازیبا گفتگو کرنے لگے۔ اور وہ بے نقاب ہو کر شیطان، مجھے گھور رہا تھا

مجھے تھپڑ مار کر میری بے عزتی کی تھی تُو نے، یہ دیکھ آج تیری عزِت سے اُس کا بدلہ لوں گا میں۔

ماار تھپڑ، مااااار، اُس دِن تو بَس تُجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا تو تُو اِتنا بھڑکی تھی۔

اَب دیکھ تیرے ساتھ ہوتا کیا ہے اور مزِے کی بات تُو بھاگ بھی نہیں سَکے گی۔

میں نے بے بَسی میں اُس کے منہ پر تھُوک دیا۔

ابھی بھی اِس کی اکڑ ختم نہیں ہوئی یہ کہتے ہوئے مجھے ماں کی گرفت سے چھُڑوا کر میرے منہ پر زور سے تھپڑ مارا میری ماں اُن کے پاؤں پڑ گی اُور ہاتھ جوڑ کر اُن کے سامنے رونے لگی۔

تُم لوگوں کو جو کرنا ہے میرے ساتھ کر لو، جتنا مارنا ہے مجھے مار لو لیکن میری بیٹی کو چھوڑ دو۔

مُجھ سے ماما کو ایسے اُن کے پیروں میں میرے لئے بھیک مانگتے دیکھنا برداشت نہیں ہُوا میں نے غُصے میں اُنہیں باہر کی طرف زور سے دھکا مارا، جِس پر اُن میں سے ایک نے مجھے پِھر تھپڑ دے مارا میں بے ہوش ہو گئ۔ اور اُن چھ لوگوں نے میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اُس نے اپنے آنسو پونچھے اور بات جاری رکھی

پِھر میری جَب آنکھ کھُلی تو سبھی گھر والے میرے ارد گرد کھڑے تھے۔ لیکن اُن میں ماما نہیں تھیں۔ میں تین دِن تک سَب سے پوچھتی رہی ماما کدھر ہیں کوئ بھی میری بات کا جواب نہیں دیتا تھا نہ مُجھ سے بات کرتا تھا۔ ایک دِن بھائ سے پوچھا تو اُس نے

New Era Magazine

طیش میں آکر میرے منہ پر تھپڑ دے مارا

جن یاروں کو اُس رات تُو نے گھر بُلایا تھا اُن سے پُوچھ ۔۔۔ مار گئے ہیں میری ماں کو وہ۔

آج کے بعد اپنی اِس گھٹیا اور گندی زُبان سے ماں کا نام بھی نہ لینا ورنہ زُبان نکال دُوں

گا تیری۔ تُو جا دفعہ ہو جا، اپنے اُنہیں یاروں کے پاس۔۔ گھر میں آئندہ مجھے تیری شکل

بھی نہ دِکھے۔

یہ کہتے ہوئے اُس نے مجھے باہر دروازے کی طرف دھکا دِیا۔ بَس اُس دِن سے لے کر

اَب تک دھکے اور مار میری زندگی کا اہم حِصہ بَن چُکی ہے۔ میں اُس دِن اُس دھکے کے

ساتھ دروازے کے پاس جب گری تو جانتے ہو سَب سے زیادہ دُکھ کیا ہوا وہ اکیلا مجھے

غلط نہیں سمجھ رہا تھا

اُسی دوران جب بابا گھر میں داخِل ہوئے تو مجھے دیکھے بغیر ہی سیدھے گزر گئے۔ یہ وہی

بابا تھے جو اگر کبھی کوئی گھر میں مجھے ڈانٹتا تو اُس کو پھِر برابر کی ڈانٹ دیتے تھے۔ یہ وہی

بابا تھے میرے جب کبھی میرے سَر میں بھی درد ہوتی تو گھنٹوں گود میں میرا سَر رکھ

دباتے رہتے۔ کبھی اگر مجھے کانٹا بھی چُبھ جاتا تو اُتنی دیر میرے پاس سے اُٹھتے تک نہ

تھے جب تک اُس کی چُبھن بھی ختم نہ ہو جاتی اور آج میں دروازے کے پاس گری

پڑی تھی، مجھے اُٹھانا تو دُور کی بات دیکھنا بھی گوارا نہیں کر سکے۔

سبھی مجھے غلط سمجھ رہے تھے۔ میں دو گھنٹے سبھی کے پاس جا کر کہتی رہی ایک دفعہ میری بات سُن لیں میں بے قصور ہوں لیکن کسی نے میری بات سُننا اور سمجھنا مناسَب نہیں سمجھا۔

میں نے اِن سب سے تھک ہار کر وضو کیا اور جا کر سجدے میں سَر رکھ دیا۔ میں ساری رات رب کے سامنے بڑا روئی اور گڑ گڑائی

یااللہ یہ سَب تو مجھے غلط سمجھ رہے ہیں لیکن تُو تو سَب جاننے والا ہے تُو جانتا ہے میں بے قصُور ہوں، میرے ساتھ جو کچھ بھی ہُوا اُس کا تُجھ سے کوئی گلِہ نہیں، لیکن یااللہ میری سانسوں کا رشتہ میرے ساتھ تب تک ضَرور قائم رکھنا جَب تک میں اپنی بے گناہی ثابت نہ کر جاؤں۔ میں مُجرمانہ زندگی تو گزارلوں گی لیکن سَب کی نظروں میں گُنہگار مرنا نہیں چاہتی۔

میں ایک سال تک اللہ کے ساتھ اپنا رابطہ مضبُوط کرنے میں لگی رہی پھر ایک دِن اُس نے مجھے میری منزل تک کا رستہ دِکھا دِیا۔

لمبی آہ بھرتے ہوئے کہنے لگی

تُم بَس دُعا کرنا کہ میرا اللہ سے تعلق اور مضبُوط ہوتا چلا جائے اور میری عزت پر لگی اِس کالی سیاہی کو میں دھو سَکوں

میں نے اُس کے آنسو پونچھے، اُسے گلے لگا کر حوصلہ دِیا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ دینے کا وعدہ بھی کیا۔

اُسے اپنی زندگی کا یہ افسانہ بتانے میں زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ لگا ہو گا لیکن یہ سَب مشکلات اور مُصیبتوں کے طوفان جو اُس پر ٹُوٹ پڑے وہی جانتی اُن کے ایک ایک لمحہ کی اذیت کو کیسے صبر کے ساتھ برداشت اور کیسے اِن حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی تھی۔ایک تو ماں کا قتل ہو گیا، دوسرا چھ افراد کی اِس کے ساتھ جِنسی زیادتی جِس وقت گھر والوں کو اِس کے ساتھ کھڑے ہو کر اِس واقعے کے اصل مُجرمان کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہیئے تھا۔اُن سَب نے اِسی کے خِلاف کھڑے ہو کر اپنی عزّت کی کالی چادر تلے مُجرمان کو پناہ دی

ایک دِن یوں ہی میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی ویسے تو میں اِس موضُوع پر اُس سے بہت کَم بات کرتا تھا لیکن اُس دِن یوں ہی کچھ بات چل رہی تھی تو میں نے پُوچھا کِرن تُم جانتی ہو تمہارے ساتھ جو سَب ہوا اِس میں تُم نے کِس جگہ پر غلطی کی؟ جو تُم نہ کرتی تو شاید تُم اِن حالات کا آج سامنا نہ کر رہی ہوتی

ہاں جانتی ہُوں، بہت اچھی طرح جانتی ہوں تُم نے تو شاید کہا ہے نا مجھے سو فیصد یقین ہے کہ جِس رات میں اُس کتّے کو تَھپڑ مار کر اکیڈمی سے باہر بھاگی اور آگے سے بابا بھی

آ گئے تو میں نے جو پہلی غلطی کی مجھے اُسی وقت بابا کو سَب کچھ بتا دینا چاہیئے تھا اگر اُس وقت میں نہیں بتا سکی تو کَم از کَم جَب اُس نے سدرہ اور ذاہرہ کا جُھوٹ بولا مجھے اُس وقت ہی ذُبان کھول دینی چاہیئے تھی۔ چلو اِدھر بھی نہ بَول سَکی اور کچھ نہیں تو گھر جا کر اپنی ماما کو ہی بتا دیتی۔اِن تینوں میں سے کسی ایک جگہ بھی میں بول دیتی تو آج اپنوں کی نظر میں نہ گُنہگار ہوتی اور نہ ہی سزاوار اور میری ماما بھی۔۔۔۔۔۔۔

اُس کے بتانے کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اگر اُس کو خُود سے کوئی شِکوہ تھا تو وہ صِرف یہی تھا۔

اِس کے بعد اُس نے مجھے کہا

تُمھیں کیا لگتا جِنھوں نے میرا جینا حرام کیا ہے میں اِن سَب کو ایسے ہی چَین سے جِینے دُوں گی ایک وقت آئے گا یہ پُورا اِن پر معاشرہ تُھو تُھو کرے گا اور اللہ کے حُکم سے میرے سامنے کھڑے مُجھ سے موت کی بھیک مانگ رہے ہوں گے۔ لیکن جانتے ہو اِن کو موت بھی نہیں دُوں گی۔ بلکہ جِس اذیت سے میں ایک ایک لمحہ گزار رہی ہوں یہ سَب ساری ذُندگی اُسی اَذیت میں گزاریں گے۔

یہ کہتے ہوں اُس کے آنسو حلق میں اَٹکے ہوئے تھے اور اُس کی آواز ہونٹوں کے ساتھ کپکپا رہی تھی۔ جو بعد میں بہتے آنسوؤں کے ساتھ ساکن ہو گئی۔

New Era Magazine

اُس کی کہی یہ بات بلکل سچ ثابت ہوئی۔اُس نے بعد میں وکالت کرلی میں نے چونکہ
اُس کا ساتھ دینا کا وعدہ کیا تھا تو کوشش تھی میری بھی وکالت کے شعبے سے وابستہ
ہونے کی لیکن آخر کار مجھے میڈیکل کے شعبے میں ہی آنا پڑا
چند ماہ قبل مجھے اُس نے فون کر کے بتایا آج اُس کے کیس کا فیصلہ آنا ہے۔میں جب کمرہ
عدالت میں پہنچا تو جج صاحب نے سامنے کھڑے چھ ملزموں کو مجرم ٹھہرا کر اُستادِ مجرم
کو بیس سال قید کے بعد سزائے موت اور اُس کے ساتھیوں کو عمر قید کی سزا سُنادی۔
لیکن کِرن نے فیصلہ سُننے کے بعد جج صاحب کے سامنے اپیل کرتے ہوئے کہا
فتح مکہ کے موقع پر رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ نے اُن سب کے لئے عام معافی کا
اعلان کر دِیا جنہوں نے ماضی میں جنابِ رسول اللہ ﷺ پر انتہا کے ظُلم ڈھائے۔آج
چونکہ فتح حق کی ہوئی ہے ظالم کے سینوں میں چھپے ظُلم پر ندامت کی چینخیں مجھے یہاں
تک سُنائی دے رہی ہیں میرا جی تو چاہتا ہے اِن سب کے سر کُچل کر اِن کی لاشوں پر
کتے چھوڑ دوں لیکن میں اپنے نبی ﷺ کی سُنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے ساتھ ہوئی
سب ذیادتیوں کو مُعاف کرتی ہوں اور رہی بات میری مرحوم ماں کی تو وہ اللہ کی
عدالت میں روزِ محشر اِن سے حساب خود ہی لے لے گی
اب سے کچھ دیر پہلے اپنی سزا کا سُن کر سبھی مجرموں کے چہروں پر اطمینان تھا لیکن

معافی کا سُنتے ہی اُن میں سے چند جج صاحب کے سامنے اور کچھ کِرن کے پیروں میں ہاتھ اور گھٹنے ٹیکے سَزا کی بھیک مانگ رہے تھے۔ وہ اپنی فائلیں پکڑے جیسے ہی کمرہ عدالت سے باہر نِکلی تو سامنے اُس کے بابا اور بھائی گردن جُھکائے آنکھوں سے آنسُو پُونچھ رہے تھے کِرن رُکے بغیر آگے کو چل دی تو بابا نے پیچھے سے آواز دی

اپنے بابا کو معاف نہیں کرو گی؟

کِرن یہ سُن کر کچھ لمحوں کے لئے رُک گئی پھِر پیچھے مڑی تو بابا کا نپتے ہاتھوں کو جوڑے آنسوؤں میں بھیگ چکے تھے وہ روتے ہوئے بابا کے گلے جا لگی

****

نوٹ

مدھم روشنی از احمد چوہدری کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine